www.KitaboSunnat.com

PDF Split DEMO : Purchase from www.A-PDF.com to remove the waterma

فہرست عنوانات "مترادفات القرآن مع فروق اللغویہ"

بہ ترتیب حروف تہجی

نمبر شمار	عنوان	الفاظ متعلقہ
		الف ممدودہ
۱	آباد ہونا	سَکَنَ۔ تَبَوَّأَ (بوء) ثَوٰی۔ بدا (بدو) حَضَرَ۔ خَلَدَ۔ عَاشَ۔ غَنِیَ (۸)
۲	آباد کرنا	اَسْکَنَ۔ بَوَّاَ۔ عَمَرَ۔ اٰوٰی (۴)
۳	آخرت	اُخرت۔ دار الاخر۔ یوم الاخر۔ دار القرار۔ یوم البعث (۵) نیز دیکھیے "قیامت"
۴	آدمی (انسان)	انس۔ انسان۔ ناس۔ اِنسیّا۔ اناسی۔ ادم۔ بشر (۷)
۵	آرام کرنا	سَکَنَ۔ سَبَتَ۔ اِرْتَفَقَ (۳)
۶	آرزو کرنا	اَمَلَ۔ اَمْنِیَّة۔ وَدَّ (۳)
۷	آڑ	برزخ۔ حجر۔ حجز۔ حد (۴)۔ نیز دیکھیے "پردہ" اور "دیوار"
۸	آزاد	حُرّ۔ مُحْصِن۔ سُدًی (۳)
۹	آزاد کرنا	حَرَّرَ۔ طَلَّقَ۔ سَرَّحَ (۳) نیز دیکھیے "رخصت کرنا"
۱۰	آزمائش کرنا	اِمْتَحَنَ۔ بَلٰی اور ابتلٰی۔ فَتَنَ (۳)
۱۱	آسان	یسیر۔ هَیِّنٌ (۲)
۱۲	آسمان	سماء۔ فلك (۲)
۱۳	آسیب زدہ کرنا	تَخَبَّطَ۔ اِعْتَرٰی (عرو) (۲)
۱۴	آگ	نار۔ لَظٰی (۲)
۱۵	آگ کا انگارہ	شہاب۔ جذوہ۔ قبس (۳)
۱۶	آگ جلنا۔ جلانا	قَدَحَ۔ اَرٰی (وری) اَوْقَدَ اور اِسْتَوْقَدَ۔ قَبَسَ۔ سَعَّرَ۔ سَجَّرَ۔ تَلَظّٰی (۷)
۱۷	آگ کا دوسری چیزوں کو جلانا	لَوَّحَ۔ لَفَحَ۔ شوی۔ صهر۔ نفج۔ حَرَّقَ اور اِحْتَرَقَ (۶)
۱۸	آگ بجھنا۔ بجھانا	خَمَدَ۔ خَبَا (خبو) طَفَأَ (۳)
۱۹	آگاہ ہونا	شَعَرَ۔ ظَهَرَ۔ عَثَرَ۔ عَلِمَ۔ خَبَرَ (۵)
۲۰	آگاہ کرنا۔ بتلانا	اَشْعَرَ۔ اَظْهَرَ۔ عَلَّمَ۔ ادرٰی۔ حَدَّثَ۔ عَرَّفَ۔ اَطْلَعَ۔ نَبَّاَ۔ دَلَّ (۹)
۲۱	آگے (سامنے)	قُبُل اور قِبَل۔ بَیْنَ یَدَیْ (۲)
۲۲	آگے آنا۔ بڑھنا	قَدَّمَ اور استقدم۔ سبق اور استبق۔ اَقْبَلَ اور اِسْتَقْبَلَ (۳)
۲۳	آگے بھیجنا	قَدَّمَ اور اَسْلَفَ (۲)
۲۴	آلاتِ جنگ	اَسْلِحَة۔ اَوْزَار۔ حِلْنَر۔ شَوْکَة (۴)
۲۵	آنا	جَاءَ۔ اتٰی۔ هَیْتَ۔ هَلُمَّ۔ تَعَال۔ (۵)
۲۶	آنکھ	عَیْن۔ عِیْن۔ حُوْر۔ بَصَر (۴)
۲۷	آوارہ پھرنا	تَاهَ (تیه) هَامَ (هیم) (۲)
۲۸	آواز اور اس کی اقسام	صوت۔ صدّ۔ صریخ۔ همس۔ حسیس۔ مکاء۔ تَصْدِیَة۔ ضَبْح۔ خوار۔ زَفِیْر۔ شهیق۔ لهث۔ رکز۔ صیحة۔ صاخة۔ تغیظ۔ هَدّ۔ غَلٰی۔ صلصال۔ قارعة (۲۰)
۲۹	آہستہ آہستہ (کرنا)	روید۔ رخاء۔ عرف۔ یسر۔ استدراج۔ دلّٰی (۶)
		الف مقصورہ
۱	ابلنا۔ جوش مارنا	غَلٰی۔ نَضَخَ۔ فَارَ (۳)

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کیا اور تنزیل سے مراد کسی چیز کو بتدریج یا حسبِ ضرورت اتارنا کے ہیں۔ جیسے:

تَبَارَكَ الَّذِيْ نَزَّلَ الْفُرْقَانَ عَلٰى عَبْدِهٖ۔ (۲۵/۱)

وُہ خدائے عزوجل بہت ہی بابرکت ہے۔ جس نے اپنے بندے پر قرآن نازل فرمایا۔

چنانچہ امام راغب بھی یہی خیال فرماتے ہیں۔ فرماتے ہیں: "ان دونوں میں معنوی فرق یہ ہے کہ تنزیل کے معنی ایک چیز کو مرۃً بعد اخریٰ اور متفرق طور پر نازل کرنے کے ہوتے ہیں۔ اور انزال کا لفظ عام ہے جو ایک ہی دفعہ مکمل طور پر کسی چیز کو نازل کرنے پر بھی بولا جاتا ہے (مف) گویا امام موصوف کے نزدیک تنزیل کا لفظ تدریج کے لیے اور انزال کا تدریج اور یکبارگی اتارنے دونوں کیلئے آتا ہے لیکن قرآن اس کی تائید نہیں کرتا۔ مثلاً:

وَقَالَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لَوْلَا نُزِّلَ عَلَيْهِ الْقُرْاٰنُ جُمْلَةً وَّاحِدَةً۔ (۲۵/۳۲)

اور کافر کہتے ہیں کہ اس پر قرآن یکبارگی کیوں نہیں اتارا گیا؟

یہاں یکبارگی کے ساتھ تنزیل کا لفظ استعمال ہوا ہے۔

اور حقیقت یہ ہے کہ دونوں لفظ اس قدر قریب المعنیٰ ہیں کہ ایک کی جگہ دوسرا بلا تکلف استعمال ہو سکتا ہے صرف الفاظ کی بندش اور جملہ کی وضاحت کے لحاظ سے کوئی بھی ایک لفظ قرآن کریم نے استعمال کر لیا ہے۔

۲۔ اَحَلَّ: کسی دوسرے کو کسی مقام پر اتارنا۔ اور یہ اترنے والے کے کسی عمل کے نتیجہ پر ہوتا ہے۔ اور خیر و شر دونوں صورتوں میں آتا ہے۔ مثلاً خیر کے لیے:

وَقَالُوا الْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْٓ اَذْهَبَ عَنَّا الْحَزَنَ ۭ اِنَّ رَبَّنَا لَغَفُوْرٌ شَكُوْرُ الَّذِيْٓ اَحَلَّنَا دَارَ الْمُقَامَةِ مِنْ فَضْلِهٖ۔ (۳۵/۳۵)

وُہ کہیں گے، خدا کا شکر ہے، کہ جس نے ہم سے غم دور کیا۔ بے شک ہمارا پروردگار بخشنے والا اور قدردان ہے۔ جس نے ہم کو اپنے فضل سے ہمیشہ کے لیے اپنے گھر میں اتارا۔

شر کے لیے:

اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِيْنَ بَدَّلُوْا نِعْمَتَ اللّٰهِ كُفْرًا وَّاَحَلُّوْا قَوْمَهُمْ دَارَ الْبَوَارِ۔ (۱۴/۲۸)

کیا تم نے ان لوگوں کو نہیں دیکھا جنہوں نے خدا کے احسان کو ناشکری سے بدل دیا اور اپنی قوم کو تباہی کے گھر میں جا اتارا۔

۳۔ وَضَعَ: وضع کے بنیادی معنی نیچے رکھ دینا کے ہیں (مف) لفظ وضع حمل اور بوجھ اتارنے کے معنی میں بھی استعمال ہوتا ہے اور حمل میں بھی بوجھ ہی اتارا جاتا ہے۔ مثلاً:

وَوَضَعْنَا عَنْكَ وِزْرَكَ الَّذِيْٓ اَنْقَضَ ظَهْرَكَ۔ (۹۴/۲)

اور ہم نے آپ سے وُہ بوجھ اتار دیا جو آپ کی کمر توڑ رہا تھا۔

پھر یہ لفظ اتارنے کے لیے عام ہونے لگا، مثلاً:

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

آتا ہے۔ ارشادِ باری ہے:

اَلَّذِیْنَ کَفَرُوْا وَصَدُّوْا عَنْ سَبِیْلِ اللّٰہِ اَضَلَّ اَعْمَالَہُمْ (۴۷/۱)
جن لوگوں نے کفر کیا اور (دوسروں کو) خدا کی راہ سے روکا خدا نے ان کے اعمال برباد کر دیے۔

۲۔ حَبِطَ: بمعنی اکارت جانا، برباد ہونا، عمل بیکار ہونا، خراب ہونا اور حَبِطَ دم القتیل بمعنی مقتول کا خون رائیگاں جانا (منجد) یعنی کسی عمل کا بعض دوسرے اسباب کی وجہ سے نتیجہ خیز ثابت نہ ہونا۔ اچھے اعمال کا بُرے اعمال کی وجہ سے ضائع ہونا اور اگر بُرے اعمال اچھے اعمال کی وجہ سے ختم ہو جائیں تو اس کا نام تکفیر ہے) (فق ل ۱۹۶) ارشادِ باری ہے:

وَلَوْ اَشْرَکُوْا لَحَبِطَ عَنْہُمْ مَّا کَانُوْا یَعْمَلُوْنَ (۶/۸۸)
اور اگر وہ لوگ شرک کرتے تو جو عمل وہ کرتے سب ضائع ہو جاتے۔

اور اَحْبَطَ بمعنی اکارت بنا دینا یا برباد اور ضائع کر دینا ہے۔ ارشاد باری ہے:

ذٰلِکَ بِاَنَّہُمْ کَرِہُوْا مَآ اَنْزَلَ اللّٰہُ فَاَحْبَطَ اَعْمَالَہُمْ۔ (۴۷/۹)
یہ اس لیے کہ اللہ نے جو کچھ نازل فرمایا، انہوں نے اس کو ناپسند کیا تو اللہ نے ان کے اعمال برباد کر دیے۔

۳۔ بطل: باطل کی ضد حق ہے۔ تحقیق کے بعد جس چیز میں ثبات اور پائیداری نظر نہ آئے وہ باطل ہے (مف) یعنی ناحق اور بے اصل کام کو باطل کہتے ہیں۔ اور بَطَلَ بمعنی کسی چیز کا بے نتیجہ اور بے اثر ہونے کی وجہ سے ضائع ہونا ہے جیسے بد پرہیزی علاج کے فائدہ کو بے اثر کر دیتی ہے یا علاج بیماری کے اثرات کو دور کر کے ختم کر دیتا ہے، ارشاد باری ہے:

فَوَقَعَ الْحَقُّ وَبَطَلَ مَا کَانُوْا یَعْمَلُوْنَ (۷/۱۱۸)
پھر حق ثابت ہو گیا تو جو کچھ فرعونی کرتے تھے وہ باطل ہو گیا۔

اور اَبْطَلَ بمعنی کسی کام کو بے اثر اور بے نتیجہ بنا دینا جس کی وجہ کوئی دوسرا اس کے مخالف عمل ہوتا ہے۔ ارشادِ باری ہے:

لَا تُبْطِلُوْا صَدَقَاتِکُمْ بِالْمَنِّ وَالْاَذٰی (۲/۲۶۴)
اپنے صدقات کو احسان جتلا کر اور تکلیف دے کر ضائع نہ کرو۔

۴۔ اَضَاعَ: بمعنی تلف کرنا۔ ہلاک کرنا۔ برباد کرنا خواہ یہ کسی بھی وجہ سے ہو، عام ہے۔ ارشادِ باری ہے:

فَخَلَفَ مِنْۢ بَعْدِہِمْ خَلْفٌ اَضَاعُوا الصَّلٰوۃَ وَاتَّبَعُوا الشَّہَوٰتِ فَسَوْفَ یَلْقَوْنَ غَیًّا۔ (۱۹/۵۹)
پھر ان کے بعد چند ناخلف ان کے جانشین ہوئے جنھوں نے نماز کو ضائع کیا اور خواہشات کے پیچھے لگ گئے۔ سو عنقریب ان کو گمراہی کی سزا ملے گی۔

ماحصل (۱) ضَلَّ: کسی چیز کا ضائع ہو کر دوسرے کے حق میں چلے جانا اور اپنا وجود کھو دینا۔

(۲) حَبِطَ: بعض دوسرے اسباب کی وجہ سے کوئی عمل بے اثر اور بے نتیجہ ثابت ہونا۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

يُوْسُفَ عَنْ نَّفْسِهٖ ۔ (۱۲/۵۱) ہوا تھا۔ جب تم نے یوسف کو اپنی طرف مائل کرنا چاہا تھا۔
۲ ——— کہا بادشاہ نے عورتوں کو کیا حقیقت ہے تمہاری جب تم نے پھسلایا یوسف کو اسکے نفس کی حفاظت سے (عثمانیؒ)

ماحصل: (۱) زلق: قدم پھسلنا۔ (۲) زلّ: قدم پھسلنا اور اکھڑ جانا یا گر پڑنا۔ (۳) دحض: پھسلنا اور کمزور ہونا۔ زائل ہونا۔ (۴) ھَال: ریت وغیرہ کا تودے سے نیچے پھسلنا۔ (۵) رَاوَدَ: کسی کو بدکاری کے لیے اس کے ارادہ سے پھسلانا۔

۳۷ ——— پھل

کے لیے ثمر، فاکہ، جنی اور اُکل کے الفاظ آئے ہیں۔

۱۔ ثمر: بمعنی پھل۔ اس لفظ کا استعمال عام ہے۔ پھل تازہ ہو یا خشک اور کوئی بھی ہو سب پر اس کا اطلاق ہوسکتا ہے۔ اس کی جمع اثمار اور ثمرات آتی ہے۔ ارشادِ باری ہے:

فَاَخْرَجَ بِهٖ مِنَ الثَّمَرٰتِ رِزْقًا لَّكُمْ (۲/۲۲) پھر نکالے اس (زمین) سے میوے تمہارے کھانے کے واسطے (عثمانیؒ)

۲۔ فَاکِھَة: کھجور، انگور اور انار کے علاوہ باقی سب پھلوں کو فاکِہَة کہتے ہیں اور اس کی جمع فواکہ ہے (م-ل) اور بعض علماء کے نزدیک صرف کھجور اور انار کے علاوہ باقی سب پھل انگور سمیت فاکہ ہیں۔ اور اس پر قرآنِ کریم کی درج ذیل آیت دلیل لاتے ہیں:

فِيْهِمَا فَاكِهَةٌ وَّنَخْلٌ وَّرُمَّانٌ (۵۵/۶۸) ان میں میوے اور کھجوریں اور انار ہیں۔

جس کا مطلب یہ ہے کہ کھجوریں اور انار فاکہ سے الگ چیزیں ہیں اور بعض فواکہ سے خشک میوے مراد لیتے ہیں اور فَکِہَ کے معنی خوش طبعی، ہنسنے ہنسانے والا ہونا۔ اور فَکَّہَ کے معنی میوہ کھلانا بھی ہے۔ اور شیریں کلام سے کسی کو خوش کرنا بھی (منجد) اسی لیے ابن فارس کے نزدیک فاکہۃ وہ پھل ہے جس سے لذّت اور سرور حاصل ہو۔ (م-ل) واللہ اعلم

۳۔ جنی: تازہ پھل۔ یعنی وہ پھل جو پک کر چننے کے لیے بالکل تیار ہو۔ خواہ وہ ابھی درخت پر ہو یا اتارا جا چکا ہو (مف) جَنیٰ کے معنی پھل چننا یا تازہ پھل توڑنا بھی ہے (منجد) ارشادِ باری ہے:

وَجَنَا الْجَنَّتَيْنِ دَانٍ (۵۵/۵۴) اور دونوں باغوں کے میوے قریب ہو (جھک) رہے ہیں۔

۴۔ اُکُل: درختوں اور پودوں کی ہر پیداوار کا وہ حصہ جو انسان کی خوراک بنے (مف) صاحب منجد کے نزدیک اس کے معنی پھل، خوراک اور کشادہ روزی ہے۔ قرآن میں ہے:

كَمَثَلِ جَنَّةٍۢ بِرَبْوَةٍ اَصَابَهَا وَابِلٌ ان کی مثال ایک باغ کی سی ہے جو اونچی جگہ پر

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

يُرِيْدُ اللّٰهُ بِكُمُ الْيُسْرَ وَلَا يُرِيْدُ بِكُمُ الْعُسْرَ (۲/۱۸۵) خدا تمہارے حق میں آسانی چاہتا ہے۔ سختی نہیں چاہتا۔

اسی طرح دوسرے مقام پر ہے:

وَمَا اللّٰهُ يُرِيْدُ ظُلْمًا لِّلْعِبَادِ (۴۰/۳۱) اور خدا بندوں پر ظلم کرنا نہیں چاہتا۔

حالانکہ یہ امر واقع ہے کہ لوگوں میں سختی، تنگی اور ظلم پائے جاتے ہیں۔ کیونکہ مشیئت ان باتوں کی مقتضی ہوتی ہے۔ شاء کی نسبت جب انسان کی طرف ہو تو اس سے مراد ایسی خواہش یا ارادہ ہوتا ہے جو اللہ کی تقدیر کے تابع ہو۔ ارشادِ باری ہے:

وَمَا تَشَآءُوْنَ اِلَّآ اَنْ يَّشَآءَ اللّٰهُ رَبُّ الْعٰلَمِيْنَ (۸۱/۲۹) اور تم کچھ بھی نہیں چاہ سکتے۔ مگر وُہی جو خدائے رب العٰلمین چاہے۔

جبکہ انسان کا ارادہ اس قید سے آزاد ہے وُہ اللہ کی مشیئت کے خلاف ہو سکتا ہے۔ مثلاً انسان چاہتا ہے کہ اسے موت نہ آئے۔ لیکن ایسا ہونا مشیئتِ الٰہی کے خلاف ہے۔ لہٰذا نہیں ہو سکتا۔ ارشادِ باری ہے:

يُرِيْدُوْنَ لِيُطْفِـُٔوْا نُوْرَ اللّٰهِ بِاَفْوَاهِهِمْ وَاللّٰهُ مُتِمُّ نُوْرِهٖ وَلَوْ كَرِهَ الْكٰفِرُوْنَ (۶۱/۸) یہ چاہتے ہیں کہ خدا (کے چراغ) کی روشنی کو منہ سے (پھونک مار کر) بجھا دیں۔ حالانکہ خدا اپنی روشنی کو پُورا کر کے رہیگا خواہ کافر ناخوش ہی ہوں۔

نیز ارادہ اور مشیئت کا واضح یہ فرق ہے کہ ارادہ آگے پیچھے ہو سکتا ہے لیکن مشیئت کا وقت آگے پیچھے نہیں ہوتا (فق ل ۴۰)

۳۔ اِشْتَهٰی بمعنی نفس کا اس چیز کی طرف کھنچ جانا جسے وُہ فطری طور پر پسند کرتا ہو۔ فطری میلانات مثلاً بھوک، شہوت، حرص وغیرہ (مف) (ضد نَفَرَ) اور صاحب منجد اس کے معنی مرغوب چیزوں کی خواہش کرنا لکھتے ہیں (منجد) ایسی خواہشات جن میں ارادہ کو دخل نہیں ہوتا (فق ل ۹۸) ارشادِ باری ہے:

وَلَكُمْ فِيْهَا مَا تَشْتَهِيْٓ اَنْفُسُكُمْ وَلَكُمْ فِيْهَا مَا تَدَّعُوْنَ (۴۱/۳۱) اور وہاں جس (نعمت) کو تمہارا جی چاہے گا تم کو ملے گی اور جو چیز طلب کروگے تمہارے لیے موجود ہوگی۔

۴۔ بَغٰی بمعنی کسی چیز کی طلب میں میانہ روی کی حد سے تجاوز کرنے کی خواہش کرنا (مف) (اور یہ صفت محمود بھی ہو سکتی ہے۔ جیسے فرائض سے آگے بڑھ کر تطوّع بجا لانا اور مذموم بھی۔ جیسے حق سے تجاوز کر کے باطل کی طرف مائل ہونا) قرآن میں ہے:

قَالُوْا يٰٓاَبَانَا مَا نَبْغِيْ هٰذِهٖ بِضَاعَتُنَا رُدَّتْ اِلَيْنَا (۱۲/۶۵) کہنے لگے ابا! ہمیں (اور) کیا چاہیے، یہ ہماری پونجی بھی ہمیں واپس کر دی گئی ہے۔

گویا یہ پونجی کی بازیافت "اُن کا حق نہ تھا جو انہیں مل گیا۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(۳) مِلَّت: وُہ نظام جو ایک نبی احکامِ الٰہیہ کی فرمانبرداری میں اپنے متبعین کی جماعت میں قائم کرتا ہے۔

۳۴۔۔۔دینا

کے لیے اٰتٰی، اَعۡطٰی (عطو) اَدَّاءِ (ادو-ادی) دِیَۃٌ، اَثَابَ (ثوب)، وَھَبَ، رَفَدَ، دَفَعَ اِلٰی، ھَدِیَّۃٌ اور نَحَلَ کے الفاظ قرآنِ کریم میں آئے ہیں۔

۱۔ اٰتٰی: دینا۔ کسی چیز کا کسی کو دینا۔ معروف معنوں میں مستعمل ہے اور اس کا استعمال عام ہے۔ قرآن میں ہے:

وَاٰتَی الۡمَالَ عَلٰی حُبِّہٖ (۲/۱۷۷) اور اس نے اپنا مال اللہ کی محبت میں دیا۔

۲۔ اَعۡطٰی: دو معنوں میں آتا ہے۔ (۱) کسی کو کوئی چیز محض تفضلاً دے دینا۔ بخشش دینا (مف) قرآن میں ہے:

قَالَ رَبُّنَا الَّذِیۡۤ اَعۡطٰی کُلَّ شَیۡءٍ خَلۡقَہٗ ثُمَّ ھَدٰی (۲۰/۵۰) حضرت موسیٰؑ نے فرعون سے کہا ہمارا پروردگار وُہ ہے جس نے ہر چیز کو اس کی شکل و صورت بخشی، پھر راہ دکھائی۔

(۲) اور اَعۡطٰی کے معنی مطیع ہونا اور خدمت کرنا بھی ہے (منجد) لہٰذا کسی شخص کو اس کی خدمت، محنت اور اطاعت کے عوض زیادہ دے دینا بھی اَعۡطٰی ہے۔ عطیہ، انعام خوش ہو کر محنت یا خدمت سے زیادہ دے دینا۔ ارشادِ باری ہے:

وَاَمَّا الَّذِیۡنَ سُعِدُوۡا فَفِی الۡجَنَّۃِ خٰلِدِیۡنَ فِیۡھَا مَا دَامَتِ السَّمٰوٰتُ وَالۡاَرۡضُ اِلَّا مَا شَآءَ رَبُّکَ۔ عَطَآءً غَیۡرَ مَجۡذُوۡذٍ (۱۱/۱۰۸) اور جو نیک بخت ہیں تو وُہ جنت میں ہوں گے جب تک زمین و آسمان قائم رہیں۔ مگر جو تیرا پروردگار چاہے۔ یہ بخشش غیر منقطع ہوگی۔

۳۔ اَدَّاءِ: کسی کو اس کا حق پورا پورا اور یکبارگی دے دینا۔ یہ لفظ عموماً لین دین کے معاملات مثلاً امانت، قرضہ اور خراج وغیرہ کے لیے مستعمل ہے۔ ارشادِ باری ہے:

فَاِنۡ اَمِنَ بَعۡضُکُمۡ بَعۡضًا فَلۡیُؤَدِّ الَّذِی اؤۡتُمِنَ اَمَانَتَہٗ (۲/۲۸۳) اور اگر کوئی شخص کسی کو امین سمجھے تو امانت دار کو چاہیے کہ صاحبِ امانت کی امانت ادا کرے۔

۴۔ دِیَۃٌ: (ودی) ودٰی یدی دِیَۃٌ۔ خون بہا کی ادائیگی کے لیے یہ لفظ مخصوص ہے۔ ارشادِ باری ہے:

فَدِیَۃٌ مُّسَلَّمَۃٌ اِلٰۤی اَھۡلِہٖ (۴/۹۲) وارثانِ مقتول کو خون بہا ادا کرنا ہوگا۔

۵۔ اَثَابَ: اَعۡطٰی سے اعمّ ہے۔ یہ ہر کام کے معاوضہ کے لیے آتا ہے خواہ کام اچھا ہو یا بُرا۔ تاہم یہ لفظ عموماً اچھے کاموں کے بدلہ کے لیے آتا ہے۔ نیز اس میں بھی اَعۡطٰی کی طرح کی خصوصیت پائی جاتی ہے۔ کام کا معاوضہ پورا یا اس سے کچھ زیادہ دینا۔ ارشادِ باری ہے:

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

معروف معنوں میں مستعمل ہے اور شعلہ کے لیے عام لفظ ہے۔ قرآن میں ہے:

سَيَصْلٰى نَارًا ذَاتَ لَهَبٍ (۱۱۱/۳) عنقریب وہ شعلوں والی آگ میں داخل ہوگا۔

۲-۳ شُوَاظ } نُحَاس } : شُوَاظ ایسے شعلہ کو کہتے ہیں جس میں دھوئیں کی آمیزش نہ ہو (مف) اور اگر دھوئیں کی آمیزش ہو تو نُحَاس کہتے ہیں۔ بشرطیکہ دھوئیں کی آمیزش کم اور آگ زیادہ ہو تو چونکہ اس کا رنگ تانبے جیسا ہو جاتا ہے لہٰذا اُسے نُحَاس بمعنی تانبہ کہتے ہیں۔ ارشادِ باری ہے:

يُرْسَلُ عَلَيْكُمَا شُوَاظٌ مِّنْ نَّارٍ وَّ نُحَاسٌ فَلَا تَنْتَصِرَانِ (۵۵/۳۵) (اے جن وانس) تم پر آگ کے شعلے چھوڑے جائیں گے اور دھواں ملے بھی پھر تم بدلہ بھی نہیں لے سکتے۔

۴- مَارِج: شعلہ کا اوپر کا گرم ترین حصہ جو دھوئیں سے یکسر پاک ہوتا ہے (فل ۵۸) آگ کی لپٹ ارشادِ باری ہے:

وَخَلَقَ الْجَآنَّ مِنْ مَّارِجٍ مِّنْ نَّارٍ (۵۵/۱۵) اور جنات کو آگ کے شعلے سے پیدا کیا۔

۵- شَرَر: آگ کے بڑے شعلے سے کٹ کر اڑنے والے چھوٹے چھوٹے حصے۔ چنگارے، چنگاریاں شرارے (مف) قرآن میں ہے:

اِنَّهَا تَرْمِيْ بِشَرَرٍ كَالْقَصْرِ (۷۷/۳۲) وہ (جہنم) محل جتنے بڑے بڑے شرارے اوپر پھینکے گی۔

ماحصل (۱) لَهَب: شعلے کے لیے عام لفظ۔ (۲) شُوَاظ: ایسا شعلہ جس میں دھواں نہ ہو۔

(۳) نُحَاس: ایسا شعلہ جس میں دھوئیں کی آمیزش ہو مگر آگ زیادہ ہو۔

(۴) مَارِج: شعلہ کا اوپر کا گرم ترین حصہ۔

(۵) شَرَر: کسی شعلے سے کٹ کر اُڑنے والے چھوٹے چھوٹے حصے۔ چنگارے۔

۱۰- شک وشبہ

کے لیے شَكّ[۱]، شُبْهَة[۲]، مَرِيْج[۳]، مِرْيَة[۴]، لَبْس[۵] اور رَيْب[۶] کے الفاظ قرآن کریم میں مستعمل ہوئے ہیں۔

۱- شَكّ: دو نظریات کا ذہن میں مساوی اور برابر ہونا جبکہ کسی ایک کو ترجیح دینے کے لیے کوئی دلیل نہ ہو۔ گویا شک کی بنیاد جہالت یا کم علمی ہوتی ہے (مف) ارشادِ باری ہے:

اَفِي اللّٰهِ شَكٌّ فَاطِرِ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ (۱۴/۱۰) کیا اس اللہ کے بارے میں شک (کرتے ہو) جس نے زمین وآسمان کو پیدا کیا۔

۲- شُبْهَة: شبہ بمعنی دو یا زیادہ چیزیں آپس میں اسقدر مماثل ہوں کہ ان میں صحیح طرح سے تمیز نہ ہو سکے۔ (مف) اور یہ شبہ رنگ یا اوصاف میں ہوتا ہے (م-ل) ارشادِ باری ہے:

(۱) وَمَا قَتَلُوْهُ وَمَا صَلَبُوْهُ وَلٰكِنْ شُبِّهَ لَهُمْ (۴/۱۵۶) اور انہوں نے عیسیٰ کو نہ قتل کیا اور نہ سولی چڑھایا بلکہ ان کو ایسا شبہ پڑ گیا تھا۔

(۲) اِنَّ الْبَقَرَ تَشَابَهَ عَلَيْنَا (۲/۷۰) اس بیل کے متعلق ہمیں شبہ پڑ گیا ہے۔ (وہ ہم پر

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

يٰبُنَيَّ ارْكَبْ مَّعَنَا (۱۱/۴۲) — پر کھڑا تھا۔ اے میرے بیٹے ہمارے ساتھ کشتی میں سوار ہو جاؤ۔

۹۔ شَاطِئٌ: بمعنی کسی چیز کے دو کناروں میں سے کوئی ایک کنارہ (م۔ل) دریا یا وادی کی کوئی ایک طرف یا کنارا۔ ارشادِ باری ہے:

فَلَمَّآ اَتٰىهَا نُوْدِيَ مِنْ شَاطِئِ الْوَادِ الْاَيْمَنِ (۲۸/۳۰) — جب موسیٰؑ وہاں پہنچے تو وادی کے دائیں کنارے سے انھیں آواز آئی۔

۱۰۔ سَاحِل: کا لفظ دریا یا سمندر کے کنارہ کے لیے مخصوص ہے (منجد) قرآن میں ہے:

فَلْيُلْقِهِ الْيَمُّ بِالسَّاحِلِ (۲۰/۳۹) — پھر دریا اس (صندوق) کو کنارے پر پھینک دے گا۔

۱۱۔ اَقْصَا: قصو میں دُور ہونے اور دور رہنے کا تصوّر پایا جاتا ہے (م۔ل) اور اَقْصٰی بمعنی پرلی طرف کا۔ پرلا کنارہ۔ ارشادِ باری ہے:

وَجَآءَ مِنْ اَقْصَى الْمَدِيْنَةِ رَجُلٌ يَّسْعٰى (۳۶/۲۰) — اور شہر کے پرلے کنارے سے ایک شخص دوڑتا ہوا آیا۔

۱۲۔ عُدْوَة: عَدَا بمعنی دُور ہونے والا مسافر۔ اور بمعنی وادی کا کنارہ۔ اور عُدْوَة بمعنی بلند جگہ وادی کا کنارہ (منجد) یعنی عُدْوَة کسی وادی یا میدان کے ایسے کنارہ کو کہتے ہیں جو دُور بھی ہو اور جگہ بھی بلند ہو۔ ارشادِ باری ہے:

اِذْ اَنْتُمْ بِالْعُدْوَةِ الدُّنْيَا وَهُمْ بِالْعُدْوَةِ الْقُصْوٰى (۸/۴۲) — جب تم اُرلے کنارہ پر اور دشمن پرلے کنارہ پر تھا۔

۱۳۔ صَدَف: پہاڑوں کے درمیان کھلے میدان کو وادی کہتے ہیں۔ اور پہاڑوں کے کنارے جو اس وادی کی حدود ہوتی ہیں صَدَف کہلاتی ہیں۔ لہٰذا صَدَف کا ترجمہ وادی کا کنارہ بھی کر لیا جاتا ہے لیکن پہاڑ کا کنارہ اس کا موزوں تر ترجمہ ہے۔ چنانچہ امام راغب اس کا معنی پہاڑ کا کنارہ ہی کہتے ہیں (مف) ارشادِ باری ہے:

حَتّٰٓى اِذَا سَاوٰى بَيْنَ الصَّدَفَيْنِ۔ (۱۸/۹۶) — یہاں تک کہ اس (ذوالقرنین) نے ان دونوں پہاڑوں کے کناروں (کے درمیانی حصّہ) کو برابر کر دیا۔

ماحصل: (۱) طَرَف: ہر شے کی آخری حد۔ سرا۔

(۲) حَدّ: ہر شے کی آخری حد جو دوسری چیزوں سے علیحدہ کرے۔

(۳) حَرْف: لوکدار کنارہ۔ تذبذب کی انتہائی منزل۔

(۴) اُفُق: دو گول چیزوں کی اطراف کا دور جا کر مقامِ اتصال۔

(۵) اَقْطَار: کسی گول چیز کے اندر کے اطراف و جوانب۔

(۶) اَرْجَاء: گول چیز مثلاً کنویں یا آسمان کا کنارہ

(۷) شفا: ایسی چیز کا کنارہ جو اندر سے کھوکھلی ہو۔ اور گرنے سے ہلاکت کا اندیشہ ہو۔ ہلاکت کا کنارہ۔

(۸) معزل: ایسا کنارہ جو پناہ کا کام دے۔

(۹) شاطی: میدان یا دریا کے کناروں میں سے کوئی ایک کنارہ۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اِنَّ الَّذِيْنَ يُحِبُّوْنَ اَنْ تَشِيْعَ الْفَاحِشَةُ فِي الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ (۲۴/۱۹)	جو لوگ اس بات کو پسند کرتے ہیں کہ مومنوں میں بیحیائی (یعنی تہمت، بدکاری کی خبر) پھیلے ان کو دنیا و آخرت میں دکھ دینے والا عذاب ہو گا۔

۲۔ اَذَاعَ : ذَاعَ بمعنی کسی چیز کا ظاہر ہونا اور (۲) پھیلنا۔ اور ذاع الخبر بمعنی خبر ظاہر ہوئی اور پھیل گئی۔ اور رَجُلٌ مِذْيَاعٌ بمعنی ایسا شخص جو راز کی بات کو چھپا نہ سکے (م۔ل) گویا اَذَاعَ ایسی بات کو ظاہر کرنے کے لیے آتا ہے جو ظاہر نہ ہونا چاہیے تھی۔ اور اِذَاعَة ریڈیو کو کہتے ہیں۔ کیونکہ ریڈیو بھی بعض ممالک کی ایسی خبریں نشر کرتا ہے جن کا اظہار ان کو ناگوار ہوتا ہے۔ خبر اُڑانا۔

ارشادِ باری ہے:

وَاِذَا جَآءَهُمْ اَمْرٌ مِّنَ الْاَمْنِ اَوِ الْخَوْفِ اَذَاعُوْا بِهٖ (۴/۸۳)	اور منافقین کو جب کوئی خطرہ یا امن کی خبر ملتی ہے تو اسے اُڑا دیتے ہیں۔

۳۔ اَرْجَفَ : رَجَفَ بمعنی اضطراب شدید (م۔ل) اور رَجْفَة بمعنی زلزلہ کی انتہائی کیفیت۔ زبردست جھٹکے اور بَحْرٌ رَجَّافٌ بمعنی متلاطم سمندر (منجد) اور اَرْجَفَ بمعنی جھوٹی افواہیں وغیرہ پھیلا کر لوگوں میں اضطراب اور سنسنی پیدا کرنا۔ اور اَرَاجِيْف بمعنی بے بنیاد خبریں۔ افواہیں (م ق)

ارشادِ باری ہے:

لَئِنْ لَّمْ يَنْتَهِ الْمُنٰفِقُوْنَ وَالَّذِيْنَ فِيْ قُلُوْبِهِمْ مَّرَضٌ وَّالْمُرْجِفُوْنَ فِي الْمَدِيْنَةِ لَنُغْرِيَنَّكَ بِهِمْ ثُمَّ لَا يُجَاوِرُوْنَكَ فِيْهَآ اِلَّا قَلِيْلًا۔ (۳۳/۶۰)	اگر منافق لوگ اور وہ جن کے دلوں میں روگ ہے اور جو مدینہ میں بُری خبریں اُڑاتے ہیں اپنی حرکتوں سے باز نہ آئے تو ہم آپ کو ان کے پیچھے لگا دیں گے پھر وہ تمہارے پڑوس میں نہ رہ سکیں گے مگر تھوڑے دن۔

۴۔ اَهَلَّ : بمعنی کسی چیز کا نام لے کر آواز بلند کرنا۔ اور هِلَال بمعنی نیا چاند جس کی طرف لوگ دیکھ کر ایک دوسرے کو بُلاتے اور آواز بلند کرتے ہیں (م۔ل مف) اور تَهْلِيْل بمعنی باآواز بلند لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ کہنا۔ قرآن میں ہے:

اِنَّمَا حَرَّمَ عَلَيْكُمُ الْمَيْتَةَ وَالدَّمَ وَلَحْمَ الْخِنْزِيْرِ وَمَآ اُهِلَّ بِهٖ لِغَيْرِ اللّٰهِ (۲/۱۷۳)	تم پر صرف یہ کچھ حرام ہے مُردار، خُون، سُور کا گوشت اور جس چیز پر خدا کے سوا کسی اور کا نام مشہور کیا جائے۔

ماحصل:

(۱) اشاع: کسی اچھی یا بری خبر کا عام مشہور کرنا۔ اشاعت کرنا۔

(۲) اذاع: خبر اڑانا۔ رازکی اور خفیہ امور سے متعلقہ بات کو ظاہر کرنا اور پھیلانا۔

(۳) اَرْجَفَ: کسی ایسی بات کا پھیلانا جس سے اضطراب اور بیچینی پیدا ہو۔

(۴) اَهَلَّ: کسی چیز کا نام لے کر آواز بلند کرنا اور اسے مشہور کر دینا۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

				ہے۔ بعد میں اللہ تعالیٰ نے بیماری بھی دُور کر دی اور مال و اولاد بھی پہلے سے دُگنا عطا فرمایا۔ آپ کو ستر سال کی عمر میں نبوّت عطا ہوئی۔
۱۳	شعیبؑ	۲۰۰	۲۵ / ۱۵۰۰ ق۔م	آپ کو اہلِ مدین اور ایکہ کی طرف مبعوث کیا گیا۔ آپ کی قوم ماپ تول میں دغابازی کرتی تھی۔ مدتِ دعوت ۵۸ برس ہے۔ آپ حضرت موسیٰؑ کے سُسر ہیں۔ ان کی قوم آپ کی دعوت پر باز نہ آئی تو آخر آندھی کے عذاب سے ہلاک ہوئی۔
۱۴ ۱۵	موسیٰؑ ہارونؑ		۲۵ / سن وفات ہارونؑ ۱۴۵۲ ق۔م موسیٰؑ ۱۴۵۱ ق۔م	یہ پہلے رسول ہیں جنھیں مستقل شریعت عطا ہوئی اور کتاب دی گئی۔ بڑے صاحبِ جلال تھے۔ آپ کی پیدائش اور تربیت نہایت معجزانہ طور پر ہوئی اور ان ایام میں ہوئی، جب فرعونِ مصر بنی اسرائیل کے نوزائیدہ لڑکوں کو قتل کرا دیتا تھا۔ حضرت یعقوبؑ اور ان کی اولاد جو حضرت یوسفؑ کے عہدِ بادشاہت میں مصر میں آکر آباد ہوئے تھے۔ اب لاکھوں کی تعداد تک پہنچ چکے تھے اور محکومانہ اور مقہورانہ زندگی گزار رہے تھے۔ حضرت موسیٰؑ کا اصل مشن یہ تھا کہ انہیں فرعونِ مصر کی غلامی سے آزاد کرا کر واپس اپنے وطن فلسطین لے جائیں اور اس علاقہ میں وہ حاکمانہ حیثیت سے آباد ہوں۔ مگر صدیوں کی غلامی نے بنو اسرائیل کو اتنا بزدل بنا دیا تھا کہ وُہ بسا اوقات حضرت موسیٰؑ ہی سے الجھ پڑتے۔ فرعون کے مظالم برداشت کرنا ان کی عادت ثانیہ بن کر راسخ ہو چکی تھی۔ اہلِ مصر گائے بیل کی پرستش کرتے تھے۔ ان کی یہ ادا بھی بنو اسرائیل میں رچ بس گئی تھی۔ آخر اللہ تعالیٰ نے فرعون سے نجات دی اور آلِ فرعون کو سمندر میں غرق کیا۔ اب اگلا مرحلہ جہاد کر کے شام و فلسطین اور اریحا کے علاقہ پر قبضہ کرنا تھا۔ لیکن اس قوم نے روایتی بزدلی کی بنا پر جہاد سے صاف انکار کر دیا، جس کی پاداش میں ۴۰ سال ارضِ تیہ میں بھٹکتے رہے۔ حضرت ہارُونؑ آپؑ کے حقیقی بھائی، نبی، اور آپ کے ہمکار میں معاون و ممد تھے۔ اسی ارضِ تیہ میں دونوں بھائیوں کی وفات ہوئی۔ حضرت موسیٰؑ نے وفات سے پیشتر یوشع بن نون کو اپنا خلیفہ مقرر کیا (یہی یوشع خضر سے ملاقات کے دوران حضرت موسیٰؑ کے ہمسفر تھے) ان کی قیادت میں اللہ تعالیٰ نے موعودہ علاقہ پر بنو اسرائیل کو اقتدار عطا فرمایا۔ ۴۰ سال کی جنگل کی بامشقت زندگی دراصل ان کے جُبن اور غلامی پر مطمئن ذہن کا علاج تھا۔ ۴۰ سال میں نئی نسل وجود میں آئی جو جرأت مند پیدا ہوئی۔ تو انہوں نے جہاد کر کے موعودہ علاقہ کو فتح کیا۔
۱۶	ذی الکفلؑ		۲۵	ذی الکفل لقب، نام بشر بن ایوب (اختلافی) ہے۔ آپ الیسع کے خلیفہ تھے۔ بعد میں نبی ہوئے۔ شام کا علاقہ ہی آپ کی دعوت کا مرکز ہے۔ عمالقہ شاہ وقت بنی اسرائیل کا سخت دشمن تھا۔ آپ نے اس سے بنی اسرائیل کو آزاد کرایا۔ پھر وُہ بادشاہ بھی مسلمان ہو گیا اور حکومت آپکے سپرد کی جس کے نتیجہ میں شام کے علاقہ میں ایک دفعہ

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ